ٹیسٹ ٹیوب بے بی اور مسلمان

ٹیسٹ ٹیوب کے ذریعے بچے کی پیدائش کا حکم
اور اس کے متعلق مسائل پر بہترین معلوماتی رسالہ

تصنیف
حضرت علامہ مفتی محمد فیض احمد اویسی مدظلہ العالی

باہتمام
محمد قاسم قادری ہزاروی

ناشر:- مکتبہ غوثیہ (ہول سیل)
پرانی سبزی منڈی، محلہ فرقان آباد، نزد دارالعلوم غوثیہ کراچی نمبر ۵

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للّٰہ وحدہ والصلوٰۃ والسلام علیٰ من لا نبی بعدہ‘ و علیٰ آلہ و اصحابہٖ اجمعین

امابعد! ہمارے دور میں ٹیسٹ ٹیوب بے بی کا رواج عام ہوتا جارہا ہے۔اسلاف کی کتابوں میں اس کے متعلق تصریحات و جزئیات ملنا محال ہیں بلکہ اسلاف صالحین میں اگرکوئی ایسی حرکت کرتا تو وہ اسے نفرت وحقارت کی نگاہ سے دیکھتے۔ ان سے ممکن ہوتا تو ایسی حرکت کو روکنے پر ایڑی چوٹی کا زور لگاتے اور ہم بھی ایسی حرکت کونفرت کی نگاہ سے دیکھتے ہیں بلکہ ایسی حرکت کرنے والوں سے بیزاری کا اظہار کرتے ہیں۔لیکن ہمارے بس میں نہیں کہ اسے روک سکیں۔ کیونکہ اس کے اکثر طریقے نہایت ہی مذموم بلکہ مذموم تر ہیں۔مثلاً تولید کے جدید طریقے دو ہیں:۔

(۱) مصنوعی تخم ریزی (Artificial Insecmination) (۲) ٹیسٹ ٹیوب بارآوری (Test Tube Ferrtilisation)

مصنوعی تولید ریزی کی تفصیل(Artificial Insecmination)

اس طریقہ میں مرد کا مادہ منویہ حاصل کرکے مصنوعی طریقے سے عورت کے رحم میں داخل کیا جاتا ہے۔مرد کا مادہ منویہ استمناء بالید (ہاتھ سے منی نکالنا یعنی مشت زنی) سے حاصل کیا جاتا ہے۔یہ طریقہ شرعاً قبیح سے قبیح ترین ہے اور استمناء بالید کی شریعت پاک میں سخت ممانعت ہے۔حدیث شریف میں ہے ناکح الید ملعون ہاتھ سے قوت یعنی منی نکالنے والا ملعون ہے اور آخرت میں بہت زیادہ عذاب ہوگا۔

روح البیان میں ہے کہ ایک قوم حاملہ ہوکر اُٹھے گی وہ یہی لوگ ہوں گے جو منی ہاتھ سے نکالتے تھے۔فقہاء کہتے ہیں اگر کوئی ایسا عمل کرتا ہوا مل جائے تو اُس پر تعزیر جاری کی جائے۔ (روح البیان پ۲۹ المعارج)

اس مسئلہ کی تحقیق وتفصیل فقیر کے رسالہ ضرر الخلق فی الاستمناء والجلق یعنی مُشت زنی کے نقصانات میں ہے۔

فقیر کا مشورہ

پہلے مرد کو اپنی مردمی قوت سے ہی اولاد حاصل کرنا اس کی دارین کی فلاح ہے۔اگر سوائے اس کے چارہ نہ ہو تو پھر بجائے مشت زنی سے مادہ منویہ حاصل کرنے کے اسے ہدایت ہو تو زوجہ سے جماع کے وقت خروج منی کے وقت شیشی میں مادہ منویہ جمع کرلے۔ورنہ استمناء سے تولید اسی حکم میں ہوگی جو شرعاً استمناء بالید کا ہے۔

مصنوعی تخم ریزی کی صورتیں

۱...... مادہ منویہ اپنے زِندہ شوہر کا ہو۔ اس سے جو بچہ پیدا ہوگا شوہر کا ہوگا اور ثابت النسب ہوگا۔

۲...... شوہر کے ساتھ مجامعت یا خلوت کی نوبت تو نہیں آئی تھی لیکن شوہر کی منی اپنے فرج میں داخل کی یا کروائی۔ اس کے بعد، شوہر نے طلاق دے دی تو عدت گزارنا پڑے گی۔ پھر دیکھنا ہوگا کہ اگر طلاق رجعی کے بعد شوہر کی رضامندی سے عدت کے دوران ایسا کیا ہو تو ثبوت نسب کے ساتھ ساتھ شوہر کا رجوع بھی ثابت ہوگا۔

۳...... مادہ منویہ اپنے مُردہ شوہر کا ہو یا شوہر طلاق بائن یا مغلظ دے چکا ہو۔ شوہر وفات پا گیا جب کہ اسکا مادہ منویہ محفوظ کیا ہوا ہو۔ عدت ختم ہو چکی ہو تو بیوہ کیلئے اس کا مادہ استعمال جائز نہیں اور موت کی وجہ سے نکاح ختم ہو جانے کے باعث اب وہ مادہ غیر شوہر کا ہو گیا ہے۔

عدت کے دوران جائز نہیں کیوں کہ یہ ایسی مدت ہے جو نکاح کے بقیہ آثار ختم ہونے کیلئے مقرر کی گئی ہے اور یہ عمل تو ایک نیا عمل ہے سابق نکاح کا بقیہ اثر نہیں۔

یہ صورتیں اپنے شوہر کے مادہ منویہ سے متصور تھیں۔ اس میں بھی ضرورتِ شدیدہ کے بعد صرف دو صورتیں جواز کی ہیں۔ ایک صورت مع اقسامہا عدم جواز کی ہے۔

٤...... مادہ منویہ غیر شوہر کا ہو لیکن شوہر کا سمجھ کر داخل کرایا۔

۵...... مادہ منویہ غیر شوہر کا ہو اس کی رضامندی کے بغیر عورت نے دھوکہ سے اسے فرج میں داخل کیا۔ ایسا کرنا عورت کے حق میں حرام اور سخت گناہ ہے اور عورت تعزیر کی مستحق ہوگی۔

٦...... مادہ منویہ غیر شوہر کا ہو لیکن اس کی رضامندی سے عورت نے وہ اپنے فرج میں داخل کیا۔

فائدہ...... ان صورتوں میں اگر اس سے حمل ٹھہر گیا تو بچہ صاحب النطفہ کا تو کسی صورت میں نہیں ہوگا بلکہ شوہر کا بچہ شمار ہوگا۔ ہاں وہ اس کے اپنے سے ہونے کی نفی کرے اور گواہوں سے ثابت کرے کہ اس کی بیوی نے حرام مصنوعی تخم ریزی کرائی ہے یا عورت خود اس کا اِقرار کرے۔ اسے اصطلاحِ شریعت میں لعان کہتے ہیں اور لعان کے احکام فقہ میں مفصل موجود ہیں۔

۷...... داخل نہ کی ہو بلکہ کسی لیڈی ڈاکٹر سے داخل کروائی ہو۔

اگر ڈاکٹر نے غلطی سے غیر شوہر کی منی داخل کی خواہ اس نے ایسا مطالبہ پر کیا ہو یا بغیر مطالبہ کیا ہو تو لیڈی ڈاکٹر بھی گنہگار ہوگی اور تعزیر کی مستحق ہوگی۔ اس کا حکم حکمِ بالا کی طرح ہے۔

فائدہ...... مصنوعی تخم ریزی کی شرعی اِعتبار سے ضرورت اور علاج عقم کے طور پر اس طریقہ کی پہلی صورت کو اختیار کرنا جائز ہے بقیہ صورتیں ناجائز ہیں۔

فقہاء کرام کا کمال

فقہاء کرام نے تاقیامت آنے والے مسائل کا حل صدیوں پہلے فرمایا۔ حضرت امام شامی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے لکھا کہ

اما النکاح الفاسد فلا تجب فیہ العدۃ الا بالوطی قلت و مما جری مالوا ستد خلت منیہ

فی فرجھا کما بحثہ فی البحر

بہر حال نکاح فاسد میں عدت نہیں ہاں وطی کرے تو عدت ہے۔ میں کہتا ہوں اگر اس کے قائم مقام کا فعل ہو وہ یہ کہ ایسے مرد کی منی عورت کے فرج میں داخل کی ہو جیسا کہ بحر (نام کتاب فقہ) میں اس کی بحث کی گئی ہے۔

اذا دخلت منیا فرجھا ظنتہ منی زوج او سید علیھا العدۃ کالموطوئۃ بشبھا

قال فی البحر ولم اراہ لا صحابنا والقواعد لا تاباہ لان وجوبھا لتعرف برائۃ الرحم

جب عورت نے اپنی فرج میں منی داخل کی اور وہ منی اس کے اپنے شوہر کی ہے یا لونڈی ہے تو اس کے مالک کی منی ہے تو اس عورت پر عدت ہے ان کا حکم ان عورتوں جیسا ہے جن کیلئے شبہ سے جماع کیا گیا۔ بحر کے مصنف نے فرمایا کہ میں نے اس کی تصریح نہیں کی لیکن قواعد سے اس کا انکار نہیں ہوسکتا اسی لئے ایسی عورتوں کو استبراء رحم ضروری ہے یعنی عدت۔

ادخلت منیہ فرجھا ھل تعتد فی البحر بحثانعم لا حتیاجھا لتعرف برائۃ الرحم (قولہ فی البحر بحثانعم) حیث قال ولم آرحکم ما اذا وطئھا فی دبرھا داخلت منیہ وفی فرجھا ثم طلقھا من غیر ایلاج فی قبلھا فی تحریر الشافعیہ وجوبھا فیھا ولا بدان یحکم وعلی اھل المذھب بہ فی الثانی لان ادخال المنی یحتاج الی تعرف برائۃ الرحم اکثر من مجرد الایلاج اہ یعنی و اما فی الاوّل فلا لان الوطء فی الدبر ان کان فی الخلوۃ فالعدۃ تجب بالخلوۃ وان کان بغیر خلوۃ فلا حاجہ الی تعرف البراۃئۃ لا نہ سفح الماء فی غیر محل الحرث فلا یکون نطفہ العلوق

جس عورت نے شوہر کی منی فرج میں داخل کی تو اسے عدت ضروری ہے۔ بحر میں اس کی بحث ہے اور فرمایا کہ ہاں اس عورت کو عدت ضروری ہے۔

بحر کتاب کی تفصیل

مسئلہ ہے کہ جو کوئی عورت کی دبر میں وطی کرے یا عورت اپنی فرج میں مرد کی منی داخل کرے پھر مرد اسے طلاق دے دے جب کہ اس نے اپنی عورت کی فرج میں ذکر داخل نہیں کیا۔ شوافع نے ایسی عورت کو عدت واجب لکھا ہے اور ہمارے مذہب حنفیہ میں بھی دوسری صورت میں یعنی فرج میں مرد کی منی داخل کرنے پر عدت ہے اس لئے کہ دخول منی فی الفرج صرف ادخال ذکر سے استبراء الرحم کا حکم اکثر مشہور ہے۔ ہاں پہلی صورت یعنی لواطت میں ایسا حکم نہیں اس لئے کہ اگر لواطت بوجہ اگر خلوت میں ہو تو عدت واجب ہے اگر خلوت میں نہ ہو تو ایسا حکم استبراء رحم پر لاگو نہ ہوگا یعنی عورت کو استبراء الرحم ضروری نہیں اس لئے کہ مرد نے پانی غیر محل حرث میں ضائع کیا ہے اس صورت میں رحم میں نطفہ ٹھہرنے کا امکان نہیں اس لئے عورت پر عدت نہیں۔

اذا عالج الرجل جاريته فيما فى الفرج فانزل فاخذت الجاريه ماء ه فى شئ فاستد خلته فرجها فى حدثان ذلك فعلقت الجاريه و ولدت فالولد ولده الجارية ام والده (رَدُّ الْمُخْتَار، شامی)

اگر مرد نے اپنی لونڈی کی فرج کے علاوہ کسی دوسری جگہ وطی کی تو لونڈی نے مالک کی منی کسی شے مثلاً شیشی میں لے کر فرج میں داخل کردی جس سے وہ لونڈی حاملہ ہوئی اور وقت پر بچہ جنا تو وہ بچہ اس مرد کا ہوگا اور لونڈی اُمِ ولد ہوگی۔

خلاصۂ کلام

ان عبارات سے ٹیسٹ ٹیوب بے بی کا ثبوت واضح الفاظ میں ملا۔ لیکن جواز کی صورت صِرف ایک ہے وہ بھی بوجہ ضرورتِ شدیدہ ورنہ سخت حرام۔ بلاوجہ ایسا عمل کرنے والے پر شرعی سزا لازمی ہے۔

شرعی حکم

ذیل میں فقیر چند ضروری باتیں عرض کرتا ہے تاکہ مسلمان اسلام کی لاج رکھتے ہوئے شرعی امور کو ضرور اور لازماً اختیار کریں۔

☆ مذکورہ بالا تمام مراحل علاج عقم کے طور پر جائز ہیں۔ لہٰذا اگر بعض عوارض کی بنا پر کوئی جوڑا اس طریقہ کو اِختیار کر کے اولاد کے حصول کی کوشش کرتا ہے تو جائز ہے۔

ٹیسٹ ٹیوب طریقے کا جواز صرف اسی صورت میں ہے جب میاں بیوی کے نطفوں میں اختلاف کیا گیا ہو اور بیوی کے رحم ہی میں جنین نے بعد میں پرورش پائی ہو۔ اس کے علاوہ باقی تمام صورتیں ناجائز ہیں۔ جیسا کہ بار بار فقیر نے تنبیہ کی ہے۔ گزشتہ اوراق میں مفصل گزرا ہے۔

ٹیسٹ ٹیوب کے طریقے

پہلا مرحلہ......شوہر کا نطفہ حاصل کرنا۔اس پر کلام گزر چکا ہے۔

دوسرا مرحلہ......بیوی کا نطفہ حاصل کرنا۔

رحم دونوں جانب بادام کی شکل کا تقریباً ڈیڑھ انچ لمبا اور پون انچ چوڑا اور تین ثمن انچ موٹا ایک عضو ہوتا ہے۔جس کو انگریزی میں Loyary یعنی کیسہ بیض کہتے ہیں۔اس میں خام بیضہ انثی ہوتے ہیں جن کی تعداد بلوغت کے وقت ہر کیسہ میں تقریباً 35,000 ہوتی ہے۔بلوغت سے سن ایاس تک ہر مہینے عام طور پر ایک اور کبھی کبھی شاذ و نادر دو یا اس سے زائد بیضہ انثی پختہ ہو کر رحم میں داخل ہوتے ہیں۔

ٹیسٹ ٹیوب بار آوری کیلئے آپریشن کر کے پختہ بیضہ انثی حاصل کیا جاتا ہے۔رحم میں داخلہ کے بعد بار آور نہ ہونے کی صورت میں وہ عام طور سے بارہ سے چوبیس گھنٹے تک محفوظ رہتا ہے۔اس دوران اگر مرد کا نطفہ (جو کہ ایک وقت میں لاکھوں کرموں پر مشتمل ہوتا ہے) اگر رحم میں داخل ہو جائے تو عام طور سے بیضہ انثی بار آور ہو جاتا ہے۔یہ بار آوری ایک کرم سے ہوتی ہے باقی کرم ہلاک ہو جاتے ہیں۔

تیسرا مرحلہ...... ٹیسٹ ٹیوب میں میاں بیوی کے نطفوں کا اختلاف اور زنانہ نطفہ کا مردانہ نطفہ سے بارآور ہو کر حلقہ میں تبدیل ہونا۔
عام حالات میں یہ اختلاط اور بارآوری (Fertilisation) بیوی کے رحم میں واقع ہوتی ہے۔ جب کسی وجہ سے اس عمل اور مرحلہ کو ٹیسٹ ٹیوب میں کرایا جاتا ہے تب بھی اس عمل کی صورت بعینہ وہی ہوتی ہے جو رحم کے اندر پیش آتی ہے۔ وہ صورت یہ ہے:
جب کرم منی کا مطالبہ بیضہ انثی سے ہوتا ہے اور کرم منی اس کی بیرونی دیوار (Zona Pelucida) سے مس کرتا ہے تو مضبوطی سے اس کے ساتھ چپک جاتا ہے اور پھر تیزی سے بیضہ انثی کے اندر داخل ہو جاتا ہے۔ بیضہ انثی میں وہ آگے بڑھتے بڑھتے زنانہ پرومرکزہ (Female Pronucleus) کے قریب جا پہنچتا ہے وہاں اس کا سر اور مرکزہ پھول کر مردانہ مرکزہ (Male Pronucleus) کی شکل اختیار کر لیتا ہے اور اس کی دم اس سے جدا ہو کر گھل جاتی ہے۔ اس وقت مردانہ پرومرکزہ زنانہ پرومرکزہ میں مدغم ہو جاتا ہے اور نتیجتاً ایک قابل تقسیم مرکزہ (Segmentation Nucleus) حاصل ہوتا ہے۔
اس کے بعد بارآور بیضہ انثی کی تقسیم شروع ہوتی ہے اور تقسیم در تقسیم کا عمل تیزی سے چلتا ہے۔ تقسیم در تقسیم کے عمل کے بعد جو فوری شکل حاصل ہوتی ہے وہ حلقہ کی ہوتی ہے۔
تنبیہ ...... یاد رہے کہ حاصل شدہ حلقہ مردانہ اور زنانہ نطفوں کی ماہیت سے جدا ماہیت رکھتا ہے۔ اگرچہ اس کی نئی ماہیت میں منقلب ہو گئے ہیں۔ اس حلقہ میں کسی اور زنانہ نطفہ یعنی بیضہ انثی کو بارآور کرنے کی صلاحیت نہیں ہوتی۔ اس کی تائید اس بات سے بھی ہوتی ہے کہ ایک خاصہ کے طور پر انسانی خلیہ میں مخصوص قسم کے ذرّات Chromosomes کی تعداد چھیالیس (46) ہوتی ہے۔ مردانہ اور زنانہ نطفوں کے خلیات یعنی کرم منی اور بیضہ انثی میں سے ہر ایک میں ان کی تعداد تئیس (23) ہوتی ہے۔ بارآوری اور ادغام سے تعداد اصل یعنی چھیالیس (46) تک پہنچ جاتی ہے۔ اس طرح سے نطفہ کے برخلاف حلقہ کے خلیوں میں سے ہر ایک ان میں ذرات (Chromosomes) کی تعداد چھیالیس ہوتی ہے۔
چوتھا مرحلہ...... حاصل شدہ حلقہ کی رحم میں منتقلی اور وہاں مزید پرورش حلقہ کے ابتدائی مراحل میں یعنی جب آٹھ یا اس سے کچھ زائد خلیاتی مرحلہ حاصل ہو جاتا ہے تو اس کو ٹیسٹ ٹیوب سے رحم میں منتقل کر دیا جاتا ہے۔ وہیں اس کی بقیہ نشو و نما ہوتی ہے اور وہیں سے وضع حمل کے ساتھ بچہ جنم لیتا ہے۔
یہ حلقہ جو میاں بیوی کے نطفوں کے اختلاط سے حاصل ہو اس کو مزید پرورش کیلئے اگر بیوی کے رحم میں منتقل کیا جائے تب تو بچے کے ثابت النسب ہونے میں کسی کا اختلاف نہیں ہے اور کوئی اشکال بھی پیدا نہیں ہوتا۔
انتباہ ...... یہ انتہائی ضروری ہے کہ ہر مرحلے میں ستر اور حجاب کا لحاظ رکھا جائے اور عورت سے متعلق مراحل کوئی لیڈی ڈاکٹر پورے کرائے۔

نطفۂ غیر شوہر اور نسب

اس بحث سے اگر چہ من وجہ ہمارا مطلب نہیں لیکن چونکہ آج کل کا جاہل مسلمان صرف ضرورت پوری کرنے کیلئے غلطیوں کا ارتکاب کرتا ہے۔ اس کی آگاہی کیلئے عرض کرنا ضروری ہے شاید کوئی مسلمان اسلام کی لاج رکھتے ہوئے عمل کرے۔ اگر اس کو بیوی کے بجائے کسی اجنبی عورت کے رحم میں منتقل کیا جائے تو چند سوالات پیدا ہوتے ہیں:۔

(۱) کیا بچہ ثابت النسب ہوگا؟

(۲) بیوی یعنی صاحب النطفہ کا بچے کے ساتھ کیا تعلق ہوگا؟

(۳) اجنبیہ یعنی صاحب الرحم کا بچے کے ساتھ کیا رشتہ ہوگا؟

ان سوالات کا جواب جاننے کیلئے چند مقدمات کو پیش نظر رکھنا ضروری ہے۔

مقدمات ضروریہ

۱...... بچے کی تخلیق مرد وعورت دونوں کے نطفوں سے ہوتی ہے۔ عادۃً ایسا ہی ہوتا ہے اور عادۃً صرف ایک کے نطفہ سے بچے کی تخلیق نہیں ہوتی۔

وھو استدلال علی ان لھا منیا کما للرجل والولد مخلوق منھما (مرقاۃ المفاتیح)

۲...... مردانہ وزنانہ نطفوں کے اختلاط اور بیضہ انثی کی بارآوری کے بعد جو حلقہ حاصل ہوتا ہے اس میں کسی اور زنانہ نطفہ یعنی بیضہ انثی کو بارآور کرنے کی صلاحیت نہیں ہوتی کیوں کہ حلقہ کی ماہیت اور ساخت کرم منی کی ماہیت اور ساخت سے مختلف ہوتی ہے۔ اس کی تفصیل ہم اوپر بیان کر چکے ہیں۔

۳......شریعت میں شوہر کے نطفہ کو احترام حاصل ہے جب تک اس کو حرام اور ناجائز محل میں نہ ڈالا گیا ہو۔ اور اگر حرام محل میں ڈالا گیا ہو تو پھر شوہر کے نطفہ کو وہ احترام حاصل نہیں رہتا۔ اسی لئے زِنا سے نسب ثابت نہیں ہوتا۔ ایسا درحقیقت شوہر کے نطفہ اور خود شوہر کی تذلیل شرع کے طور پر ہے۔ البتہ اگر شبہ اور غلطی سے کسی اور عورت کو اپنی بیوی سمجھتے ہوئے اس سے صحبت کر لی تو چونکہ اس صورت میں شریعت کی مقرر کردہ حدود سے سرکشی کا قصد نہیں تھا بلکہ ایسا شبہ سے ہوا ہے۔ لہٰذا شریعت ایسے شخص کی تذلیل نہیں کرتی اور اس شبہ کا فائدہ دیتے ہوئے اس سے نسب بھی ثابت ہوتا ہے اور اگر یہ عورت شوہر والی ہو تو اس کے شوہر کو بھی روک دیا جاتا ہے کہ جب تک عورت عدت نہ گزار لے یعنی اس کے رحم کی فراغت نہ معلوم ہو جائے تب تک صحبت نہ کرے تاکہ اگر حمل ہو تو وہ اپنے نطفہ سے حمل کو ملوث نہ کرے۔ یہ تلویث اس طرح نہیں ہوتی کہ دوسرے کے حمل میں داخل ہو کر

اس کے نسب کو مشتبہ بنادے بلکہ نسب دوسرے کا ہی رہتا ہے اور اس کے نطفہ کے کچھ خارجی اثرات حمل پر پڑتے ہیں۔
اس کو حدیث میں یوں بیان کیا: لا یسقی ماء احدکم زرع غیرہ ایک کا پانی دوسرے کی کھیتی کو سیراب نہ کرے۔ یعنی وہ کھیتی دوسرے کی ہے اور رہے گی البتہ اس کے نطفہ کے کچھ خارجی اثرات پڑ سکتے ہیں۔

٤...... پچھلے مقدمہ میں جائز و ناجائز محل کا ذکر ہے۔ محل یعنی رحم جنین کی حقیقت سے علیحدہ ایک چیز ہے۔ وہ محل حمل ہے خود حمل یا اس کا جزو نہیں ہے۔ محل سے اصل مقصود حال یعنی بچہ ہوتا ہے جو مردانہ نطفہ کے زنانہ نطفہ کے ساتھ اختلاط و ادغام کے نتیجہ میں حاصل ہوتا ہے تو محل میں ڈالنا خود مقصود نہیں ہوتا بلکہ زنانہ نطفہ کے ساتھ اختلاط مقصود ہوتا ہے۔

لہٰذا حلال محل یعنی بیوی کے رحم میں نطفہ کو ڈالنا یا بیوی کے نطفہ کے ساتھ شوہر کے نطفہ کو مخلوط کرنا ہم معنیٰ ہیں۔

٥...... جائز حمل اپنے بالکل ابتدائی مرحلہ سے ثابت النسب ہوتا ہے۔ حمل کے نسب کا کسی مرحلہ میں خواہ وہ ابتدائی ہو یا بعد کا کوئی ہو اثبات نہیں کیا جاتا۔ ثبوت نسب کیلئے نہ حمل کی کوئی خاص مدت شرط ہے اور نہ ہی کوئی خاص محل ضروری ہے اور نہ ہی استبانہ خلق کی احتیاج ہے اور نہ ہی وضع حمل اس کیلئے موقوف علیہ ہے۔ یہ ثبوت نسب کا نکاح کی وجہ سے ہوتا ہے۔

النسب الثابت بالنکاح لا ینقطع الا بلعان (بدائع الصنائع، ج۳ ص۲۴۶)

نکاح سے ثابت ہونے والا نسب صرف لعان سے منقطع ہوتا ہے۔

اس دعویٰ پر چند مزید دلائل مندرجہ ذیل ہیں:۔

(الف) شوہر کے نطفہ کو جب کہ وہ حلال محل میں ڈالا گیا ہو احترام حاصل ہوتا ہے اور شوہر کی طرف اس کی نسبت قائم رہتی ہے اس کے برخلاف حرام محل میں ڈالنے سے اس کا احترام اور اس کی نسبت دونوں ہدر اور باطل قرار پاتے ہیں۔ پھر جب شوہر کی طرف منسوب نطفہ بیوی کے نطفہ کے ساتھ مختلط ہوتا ہے تو اگرچہ اختلاط کی وجہ سے ماہیت بدل جاتی ہے لیکن نسبت کو منقطع کرنے والی کوئی بات نہیں پائی گئی۔ اختلاط سے پہلے نطفوں کی نسبت اپنے اپنے صاحب (یعنی شوہر اور بیوی) کی طرف تھی۔ اختلاط کے بعد حاصل شدہ مرکب کی نسبت اکٹھی دونوں کی طرف ہوگی۔

(ب) حدیث میں ہے، لا یسقی ماء احدکم زرع غیرہ ایک کا پانی دوسرے کی کھیتی کو سیراب نہ کرے۔
یہ حکم حمل کے دوران کا ہے۔ اس میں زرع غیرہ فرمایا جس میں حمل کو منسوب بتلایا۔ نیز زرع کو مطلق ذکر کیا کسی خاص مرحلہ کے ساتھ مقید نہیں فرمایا۔

(ج) ذكر شمس الائمه السرخسي في اصوله ان الجنين مادام مجتنا في البطن ليس له ذمة صالحة لكونه في حكم جزء من نفساله ذمة فباعتبار هذا الوجه يكون اهلا لوجوب الحق له من عتق اوارث او نسب او وصية جنین کیلئے کوئی باصلاحیت ذمہ نہیں ہوتا کیونکہ وہ ماں کے ایک جزو کا حکم رکھتا ہے۔ البتہ چونکہ اس کو علیحدہ سے حیات حاصل ہے اور اس میں ذمہ دار نفس بننے کی استعداد ہوتی ہے۔ لہٰذا اس اعتبار سے جنین اس کا اہل ہوتا ہے اور اس کیلئے آزادی، میراث، نسب اور وصیت جیسے حق واجب ہوں جب کہ پہلی حیثیت کے اعتبار سے وہ اس کا اہل نہیں ہوتا کہ اسکے ذمہ دوسروں کے حق واجب ہوں اور جنین کس کو کہتے ہیں؟ علامہ شامی ردالمحتار میں لکھتے ہیں، هو الولد مادام في الرحم و يكفي استبانه بعض خلقه كظفر و شعر (ج۵،صفحہ۳۱۶) بچہ جب تک رحم میں ہو اس کو جنین کہتے ہیں۔ اس کیلئے کسی عضو مثلاً ناخن اور بال کا بن جانا کافی ہے۔

(د) علامہ زیلعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ لکھتے ہیں، الاحكام لا تترتب على الحمل للاحتمال۔ والارث والوصية يتوقفان على الولادة فيثبتان للدولد لا للحمل و كذا العتق لانه يقبل التعليق بالشرط و انما كان له الرد بالعيب لان الحمل ظاهر والريح شبهه والرد بالعيب لا يمتنع بل يثبت معها وكذا النسب يثبت مع الشبهه بخلاف اللعان لانه من الحدود فلا يثبت معها
احکام کا ترتب حمل پر نہیں ہوتا کیونکہ حمل کے ثبوت میں شک واحتمال ہوتا ہے۔ مشتری کی جو عیب کی بناء پر خریدی ہوئی باندی (یعنی جس کو خریدنے کے بعد عیب ظاہر ہوا ہے) اور حمل کی جگہ نفخ ہونے کا محض احتمال و شبہ ہے اور عیب کی بناء پر واپسی شبہ سے ممتنع نہیں رہتی بلکہ شبہ کے ہوتے ہوئے بھی ثابت ہوتی ہے۔ اسی طرح نسب بھی شبہ کے ہوتے ہوئے ثابت ہوتا ہے۔ اس کے برخلاف لعان چونکہ حدود میں سے ہے لہٰذا شبہ کے ہوتے ہوئے ثابت نہیں ہوتا۔

اس سے معلوم ہوا کہ حمل کیلئے نسب ثابت ہوتا ہے اور پہلے ذکر ہوا یہ ثبوت نسب نکاح کی وجہ سے ہوتا ہے۔

النسب الثابت بالنكاح لا ينقطع الا باللعان (بدائع الصنائع، ج۳ص۲۴۶)

نکاح سے ثابت ہونے والا نسب صرف لعان سے منقطع ہوتا ہے۔

اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ نسب خود ثابت ہونے والی چیز ہے اس کو ثابت نہیں کیا جاتا کیوں کہ اثبات نسب بھی قطع نسب کی طرح ایک حکم ہے۔

اورعلامہ شہاب الدین شبلی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ لکھتے ہیں:

(قوله ولم ينف الحمل) و انمالم ينف القاضى نسب الحمل عن ابيه لان قطع النسب حكم عليه ولا تترتب الاحكام على الحمل دلاله قبل الاخصال ولهذا لاحكم له باستحقاق الوصيه والميراث قبل الولادة اه (حاشیہ علی التبیین) قاضی حمل کی نفی اس کے باپ سے نہیں کرے گا کیونکہ قطع نسب حمل کیلئے مخالف ہے جب کہ ماں سے جدا ہونے سے پیشتر حمل کیلئے موافق ومخالف احکام کا ترتب نہیں ہوتا اسی لئے ولادت سے پیشتر حکم نہیں لگایا جاتا۔

جب معلوم ہوا کہ حمل کیلئے نہ اثبات نسب ہوتا ہے اور نہ ہی اس سے قطع نسب تو ثبوت نسب کیلئے ضروری ہے کہ وہ ابتدائے حمل سے ہو کیونکہ اگر وہ ابتدائے حمل سے نہ ہو بلکہ بعد کے کسی مرحلہ میں ہو مثلاً استبانہ بعض خلق پر ہو تو جائز اور ناجائز حمل دونوں اس امر میں غیر معقول ہے کہ ایک وقت میں تو دونوں یکساں حکم رکھتے ہوں لیکن پھر اچانک کسی اور فارق کے وجود میں آئے بغیر دونوں کے حکم ایک دوسرے سے مختلف ہو جائیں ایک ثابت النسب ہو جائے اور دوسرا غیر ثابت النسب ہو جائے۔

علامہ کاسانی لکھتے ہیں:

ولو قال لا مراته وهي حامل ليس هذا الحمل مني لميجب اللعان في قول ابي حنيفه لعدم القذف بنفي الولد و قال ابو يوسف و محمد ان جائت بولد لا قل من ستة اشهر من وقت القذف فقد تيقنا بوجوده في البطن وقت القذف الهذا لواصى لحمل امراء ته فجائت به لا قل من ستة اشهر استحق الوصيه۔ و اذا تيقنا بوجوده وقت النفي كان محتملا للنفي اذا لحمل متعلق به الاحكام فانه جاء ت به لا كثر من ستة اشهر فلم تتيقن بوجوده عند القذف لا حتمال انه حادث و لهذا لا تستحق الوصية ولابي حنيفه ان القذف بالحمل لوصح اما ان يصح باعتبار الحال او باعتبار الثاني ۔ لا وجه للاول لانه لا يعلم وجده للحال لجواز انه ريح لا حمل ولا سبيل الى الثاني لانه يصير في معنى التعليق بالشرط ولا يقطع نسب الحمل ولا سبيل الى الثاني لانه يصير في معنى التعليق بالشرط ولا يقطع نسب الحمل قبل الولادة بلا خلاف بين اصحابنا ۔ ما عند ابي حنيفه فظاهر لانه يلا عن و قطع النسب من احكام اللعان۔ واما عندهما فلان الاحكام انما يثبت للولاء لا للحمل و انما يستحق اسم الولد بالا نفصال و لهذا لا يستحق الميراث والوصيه الا بعد الانفصال (بدائع الصنائع، ج ۳، ص ۲۴۰)

اگر اپنی حاملہ بیوی سے کہا کہ یہ حمل مجھ سے نہیں، تو ابو حنیفہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے نزدیک لعان واجب نہیں ہوگا کیونکہ بچے کی نفی سے قذف معدوم ہے جب کہ امام ابو یوسف اور امام محمد رحمہم اللہ کہتے ہیں کہ اگر وقت قذف سے چھ مہینے سے کم میں بچہ جنا تو قذف کے وقت پیٹ میں اس کا ہونا یقینی ہوا۔ اسی لئے اگر اسی بیوی کے حمل کیلئے کوئی وصیت کرے اور پھر (وصیت کے وقت سے) چھ مہینے سے کم میں عورت بچہ جنے تو بچہ مستحق وصیت ہوتا ہے۔ تو جب نفی کے وقت ہمیں حمل کے ہونے کا یقین ہوتا تو وہ نفی کے قابل بھی ہے کیونکہ حمل کے ساتھ (بھی) احکام کا تعلق ہوتا ہے کیونکہ باندی کو (حمل کے عیب کی وجہ سے) اس کے فروخت کنندہ پر واپس لوٹا دیا جاتا ہے اور معتدہ کیلئے اس کے حمل کی وجہ سے نفقہ واجب ہوتا ہے تو جب شوہر نے حمل کی نفی کی تو وہ لعان بھی کرے گا اور اگر چھ ماہ سے زائد عرصہ میں بچہ پیدا ہو تو قذف کے وقت حمل کا ہونا یقینی نہیں کیونکہ احتمال ہے کہ وہ اس کے بعد ہوا ہو اسی لئے (اس صورت میں) وصیت میں استحقاق نہیں ہوتا۔

امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی دلیل یہ ہے کہ حمل کے ساتھ قذف اگر صحیح ہو یا تو زمانہ حال کے اعتبار سے صحیح ہوگا یا آئندہ زمانہ کے اعتبار سے صحیح ہوگا۔ پہلے کی کوئی صورت نہیں ہے کیونکہ فی الحال حمل کے وجود کا علم نہیں ہے اس لئے کہ ہوسکتا ہے وہ حمل نہ ہو، ہوا بھری ہوئی ہو۔ اور دوسرے کی بھی کوئی صورت نہیں ہے کیونکہ تعلیق شرط کا معنی اس میں پایا جاتا ہے۔

وِلادت سے پیشتر حمل کے نسب کو قطع نہیں کیا جائے گا اس پر ہمارے اصحاب کا اتفاق ہے۔ ابو حنیفہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے نزدیک تو ظاہر ہے کیونکہ ہر شوہر لعان نہیں کرسکتا جب کہ قطع نسب لعان کا ایک حکم ہے۔ صاحبین رحمہم اللہ کے نزدیک اس کی وجہ یہ ہے کہ احکام بچے کیلئے ثابت ہوتے ہیں حمل کیلئے نہیں اور بچہ اس وقت کہلاتا ہے جب ماں سے جدا ہو جائے اسی لئے ماں سے جدائی کے بعد ہی میراث اور وصیت کا مستحق بنتا ہے۔

اس اقتباس سے مندرجہ ذیل دو نکات حاصل ہوئے۔

۱...... حمل شروع دن سے ثابت النسب ہوتا ہے اور وہ اس طرح کہ جب وقت وقفہ سے چھ ماہ سے مثلاً چار دِن کم میں بچہ پیدا ہو اور اس حمل کی کل مدت چھ ماہ ہو تو صاحبین کے نزدیک حمل کی نفی صحیح ہوئی۔ جس کا تقاضا یہ ہے کہ حمل اس وقت ثابت النسب ہو۔

امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا قول بھی اس کے مخالف نہیں کیونکہ ان کے قول کی یہ توجیہ کی گئی ہے کہ زمانہ حال میں حمل کے وجود کا علم نہیں اور احتمال ہے کہ حمل نہ ہو فقط احتمال مرتفع ہو جائیں تو ان کے نزدیک بھی نفی صحیح ہوگی اور صحت نفی اس کو مستلزم ہے کہ پہلے سے نسب ثابت ہو۔

۲...... یہ جو ذکر ہے کہ صاحبین کے نزدیک احکام ولد کیلئے ثابت ہوئے ہیں حمل کیلئے نہیں تو یہ بات یاد رہے کہ پہلے اس پر مفصل کلام گزر چکا ہے کہ حمل کیلئے ثبوت نسب نکاح سے ثابت ہوتا ہے حمل کیلئے نسب کا اثبات نہیں کیا جاتا۔ اس سے ہر حمل پر ہر حکم لگانا نہیں ہے۔

مندرجہ ذیل دلائل سے یہ بات بخوبی واضح ہوگئی کہ حمل بالکل ابتداء سے ثابت النسب ہوتا ہے۔

ایک اشکال

قرآن پاک میں ہے...... ان امہا تھم الا الئی ولدنھم اس آیت میں امومیت کیلئے وضع حمل کا ذکر ہے بلکہ امومیت کو صرف اسی عورت میں منحصر کیا ہے، جس نے جنا ہو۔

حل...... امہا تھم میں مضاف الیہ ضمیر ظہار کرنے والوں کی طرف راجع ہے اور آیت کا ترجمہ یہ ہے ظہار کرنے والوں کی مائیں فقط وہ نہیں جنھوں نے ان کو جنا ہے۔ اس میں اب دو احتمال ہیں۔ یا تو عورت پر محمول کیا جائے اور عادۃً ماں بننے کے تین مراحل ہوتے ہیں۔

۱......عورت کے نطفے کی مرد کے نطفے سے بارآوری۔

۲......بارآور نطفہ کا رحم میں قرار و نشو نما۔

۳......مدت پوری ہونے پر وضع حمل۔

لہٰذا مطلب یہ ہوگا کہ عادۃً ان کی مائیں وہ ہیں جن میں یہ تینوں مراحل گزرے ہیں اور وہ افراد جن میں اس عادت سے عدول ہے ان کے بارے میں سکوت سمجھا جائے کہ ایک تو وہ کل انسانی آبادی کے تناسب سے گویا کالعدوم ہیں اور عام ضابطہ میں شامل نہیں ہیں۔

اس بات کی تائید اس سے ہوتی ہے کہ فقہاء کی ان صراحتوں سے ثابت ہوا کہ حمل ثابت النسب ہوتا ہے۔ تو معلوم ہوا کہ ان کی نظر میں وضع حمل کا ذکر احترازی نہیں بلکہ اتفاقی ہے۔

اگر کوئی بات اس آیت کی بناء پر امومیت کیلئے وضع حمل کو شرط قرار دینے پر مصر ہو تو پھر ہم یوں کہہ سکتے ہیں کہ آیت میں فقط ظہار کرنے والوں کا ذکر ہے اور عبارت النص ہے ظہار کرنے والوں کی ماؤں کے بارے میں۔

لہٰذا ہم اس کو پیشن گوئی بنا لیتے ہیں کہ ظہار صرف وہ لوگ کریں گے کہ جن کی ماؤں کا نطفہ بھی ان کی تخلیق میں شامل ہوگا اور وہ ان کو جنیں گی بھی۔ وہ لوگ جو مستعار رحم سے پیدا ہوں گے وہ ظہار ہی نہیں کریں گے۔ مذکورہ بالا مقدمات کی تمہید کے بعد اب ہم ان سوالات کے جواب دیتے ہیں جو پہلے ذکر کیے تھے۔

سوال ۱ ...... کیا بچہ ثابت النسب ہوگا؟

جواب ...... چونکہ غیر عورت کے رحم میں داخل کی جانے والی شئے نطفہ نہیں ہے بلکہ جائز میاں بیوی کے نطفوں کے اختلاف سے حاصل ہونے والا حلقہ ہے اور یہ حقیقت واضح ہو چکی ہے کہ میاں بیوی کے نطفوں کے اختلاط سے حل ہونے والا حلقہ ثابت النسب ہوتا ہے لہٰذا اسی حلقہ کی نشونما اور ترقی سے جو بچہ حاصل ہو وہ بھی ثابت النسب ہوگا اور اس کا باپ وہ شوہر ہوگا جس کے نطفہ کا اختلاط اس کی بیوی کے نطفہ کے ساتھ ہوا ہے۔

سوال ۲ ...... صاحب النطفہ (بیوی) کا بچہ سے رشتہ؟

جواب ...... چونکہ یہ صاحب النطفہ کی بیوی ہے اور حلقہ کی تخلیق میں اس کا نطفہ استعمال ہوا ہے اور اوپر ہم بتا چکے ہیں کہ حقیقی ماں بننے کیلئے بچے کی تخلیق میں صرف اس کا نطفہ ہونا کافی ہے۔ وضع حمل وغیرہ اس کیلئے شرط نہیں ہیں۔ لہٰذا صاحب النطفہ بچے کی حقیقی ماں ہوگی۔

سوال ۳ ...... صاحب الرحم (اجنبیہ) کا بچے سے رشتہ؟

جواب ...... یہ بچے کیلئے رضائی ماں کی مثل ہوگی۔ اس کو حقیقی ماں قرار دیئے جانے کے خلاف مندرجہ ذیل دلائل ہیں۔

الف ...... اس کا نطفہ بچے کی تخلیق میں شامل نہیں۔

ب ...... اس کے رحم میں حلقہ اس وقت منتقل کیا گیا جب میاں بیوی کے نطفوں کے اختلاط سے حاصل ہونے والے حلقہ کا نسب ثابت ہو چکا تھا لہٰذا ثبوت نسب کی مزید حاجت نہیں۔

ج ...... اگر اس کو بھی حقیقی ماں قرار دیں تو تضاد لازم آتا ہے۔ کیونکہ بیوی کے ماں ہونے کا تقاضا یہ ہے کہ بچے کا نسب شوہر سے ثابت ہو جب کہ صاحب الرحم (اجنبیہ) کو ماں کہنے میں ضروری ہے کہ بچے کا نسب شوہر سے ثابت نہ ہو۔

تولید کا یہ طریقہ کسی طرح بھی جائز نہیں۔ بچے کا ثابت النسب ہونا اس طریقے کے جواز وحلت کو مستلزم نہیں اس طریقے کے عدم جواز کے دلائل مندرجہ ذیل ہیں۔

۱ ...... در منثور جلد ۶ صفحہ ۵ میں ابن سیرین اور حسن بن زیاد سے روایت ہے،

لا یعار الفرج فرج کو رعایت میں نہیں دیا جا سکتا۔ (بحوالہ جواہر الفتاوی، ج ۱ ص ۱۹۱۔ مفتی عبد السلام صاحب چاٹ گامی)

جب کہ اس صورت میں رحم وفرج دونوں کو عاریتاً ثابت ہوتا ہے۔ جب عاریت ناجائز ہے تو اجارہ تو بطریق اولی ناجائز ہوگا۔

۲......قرآن پاک میں ہے، نساء کم حرث لکم ابن سیرین اور حسن بن زیاد کے نزدیک مذکورہ بالا قول کی روشنی میں لام کے اختصاص کیلئے ہونے کی تعین ہوئی اور مطلب یہ ہوا کہ یہ خاص تمہارے لئے کھیتیاں ہیں دوسروں کیلئے نہیں۔ لہذا غیر شوہر کے حمل کیلئے عورت کو عاریت یا اجارہ پر نہیں لیا جا سکتا۔

۳......اجارہ ویسے ہی خلاف قیاس ہے اور اس کا جواز محض ضرورت کی بناء پر ہے۔

والقیاس یابی جوازه لان المعقود علیه المنفعه وهی معلومه واضافه التملیك الی ما سیوجد لا یصح الا جوزنا لحاجه الناس الیه (ھدایہ کتاب الاجارہ)

جب کہ زیر بحث صورت میں ضرورت محقق نہیں کیونکہ شوہر اگر اولاد کا خواہشمند ہے تو وہ اور بیویاں کر سکتا ہے نہیں تو بانجھ کو طلاق دے کر دوسری سے نکاح کر سکتا ہے۔ امومیت میں باعثِ فضیلت چیز حمل اور وضع حمل ہے۔

قرآن پاک میں، حملته امه کرها و وضعته کرها حملته امه و هنا علی وهن

٤......زیر بحث میں صاحب النطفہ شرف وفضیلت کے باعث وسبب سے محروم ہے جب کہ صاحب الرحم اس باعث وسبب کی موجودگی کے باوجود اومیت حقیقی کے شرف وفضیلت سے محروم ہے۔

۵......فطرت انسانی جب کہ وہ سلیم ہو اس صورت سے اباء کرتی ہے۔

لیکن اسے وہ سمجھے جسے فطرت انسانی کی قدر ہے اور جو فطرت انسانی سے نکل کر بہائم اور جانوروں کی خُو خصلت میں داخل ہو چکا ہے اسے اس قیمتی جوہر کی کیا خبر۔

بانجھ عورت کیلئے روحانی علاج

ہمارے دور میں مادّیات پر یقین زیادہ ہے روحانیت سے کوئی دلچسپی نہیں۔ مادّیات کا غلط ہوجانا ممکن ہے لیکن روحانیت پر یقین محکم اور عقیدہ مضبوط ہوتو بقول علامہ ڈاکٹر محمد اقبال مرحوم ؎

اگر ہو ذوقِ یقیں پیدا تو کٹ جاتی ہیں زنجیریں

اسی لئے عوام میں ایک مقولہ مشہور ہے کہ پیرا چھا یا یقین اسی لئے فقیر مذکورہ بالا بحث کے بعد چند روحانی تدابیر از شمع شبستان رضا سے عرض کرتا ہے ممکن ہے کسی خوش قسمت برادر مسلم کا بھلا ہوجائے۔

بانجھ عورت کا علاج

نقش ذیل لکھ کر عورت گلے میں رکھے اِن شاءاللہ تعالیٰ لڑکا دراز عمر صالح الفضائل جسمانی وروحانی پیدا ہو۔

اللہ تعالیٰ کے حکم سے ان اللہ علیٰ کل شیٔ قدیر

وہ نقش یہ ہے:۔

۷۸۶

یا کافی	یا علے	۱۱۵
یا قوی	۱۲۲	یا حق
یا حنان	یا جامع	یا باقی

اجب یا فلاں وفلاں بحق یا مصور

دیگر......عورت کو چاہئے کہ بروز جمعرات روزہ رکھے۔ اِفطار کرتے وقت اتنا دودھ کہ پی سکے سات بار سورۂ مزمل شریف پڑھ کر دودھ پر دم کرے پھر اسی دودھ سے روزہ اِفطار کرے اگر دودھ ہضم ہوجائے پس یہ نقش ونقوش اس بارے میں لکھے ہوئے ہیں عمل میں لائے اِن شاءاللہ عورت حاملہ ہوگی اور اگر دودھ ہضم نہ ہوتو صبر کرے۔ (درنصیبۂ اوفرزند نیست)

عمل استقرار حمل از اعداد آیۂ کریمہ

یا یہا الناس تارقیبا (سورۂ نساء کی اوّل آیت) دو نقش از گلاب وزعفران نوشتہ یکے بخورون وہدودیگر برزہدان (بچہ دان)
زن بندو بکرم الٰہی حاملہ گردو اما باید کہ ایں جملہ اعمال بعد پاک شدن از حیض نہ کند تا الف روز بعد آں عمل ایں است و چوں عمل کند
زن وشوہر آں شب بہم آیند و صبح غسل پاک کردہ ایضاً دیگر۔ وہ چہار نقش نویسد یکے بر بچہ داں بندو سہ در سہ روز بآب شستہ خوراندو
ہر شب جماع کند۔

نقش ایں است

ب ج

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم			
۸	۴۳۰۱	۴۳۰۵	۱
۴۳۰۳	۲	۷	۴۳۰۲
۳	۴۳۰۷	۴۲۹۹	۶
۴۳۰۰	۵	۴	۴۳۰۶

۷۸۶ ده

۸	۳۰	۳۳	۱
۳۲	۲	۷	۳۱
۳	۳۵	۲۸	۶
۲۹	۵	۴	۳۴

(و) ایں دعا نوشتہ بآب شستہ خوراند زینہ آرند۔ بسم اللّٰہ الرحمٰن الرحیم ۔ اعوذ بکلمات التامات من

کل ھامات و من کل عین لا مات و من اوجاع و اسقام و امراض و ان یکاد الذین کفرو الیز

لقونك بابصارھم لما سمعوا الذکرو یقولون انه لمجنون وما ھو الاذکر للعلمین بحق حمٓ عٓسقٓ

اھیا اشراھیا بسم اللّٰہ الشافی بسم اللّٰہ الکافی بسم اللّٰہ اما فی بسم اللّٰہ الذی لا یضر مع اسمهٖ

شیٔ فی الارض ولا فی السماء بسم اللّٰہ الرحمٰن الرحیم قل اعوذ برب الناس ملك الناس

اله الناس من شر الوسواس الخناس الذی یوسوس فی صدور الناس من الجنة والناس ط

سہ روز ایں تعویذ بخورد و ہر شب با شوہر جمع شود بکرم اللہ تعالیٰ فرزند زینہ پیدا شود۔

(ز) روز اوّل...... بسم اللّٰہ الرحمٰن الرحیم ھو اللّٰہ الذی تا الرحمن الرحیم (سورۃ الحشر کی پوری آیت)

ربّ ابراھیم و موسیٰ و عیسیٰ علیھم السلام۔

(ح) روز دوم...... ھو اللّٰہ الذی لا اله الا ھو الملك تا عما یشرکون (سورۂ حشر کی سالم آیت) ربّ ابراھیم

و اسمٰعیل و اسحٰق و یعقوب علیھم السلام۔

(ط) روز سوم...... ھو اللّٰہ الخالق الباری (تا آخری آیت سورۂ حشر) ربّ موسیٰ و عیسیٰ صلوات اللّٰہ

وسلامه علیھم اجمعین۔

ترکیب نہایت قابل غور

۱ ......عورت جب حیض سے فارغ ہو کر غسل کرے اسی دن یا دوسرے دن شوہر ایک خرما لا کر خود اس پر گیارہ بار سورہ مزمل شریف پڑھ کر باحتیاط رکھ چھوڑے اور عورت سے کہے کہ نہانے کا سامان ایک ساتھ گوشہ تنہائی میں پردے کے مکان میں لے جائے اور تھوڑا گڑ بھی لے جائے اور ایک لڑکا خرد سال دایہ کی گود میں گوشہ میں بٹھائے رکھے۔ اب عورت ایسے گوشہ میں کہ کوئی اُسے نہ دیکھے بسم اللہ کہہ کر کپڑا اُتارے اور بالکل برہنہ ہو کر نہائے جب نہا چکے اس لڑکے کو بلا کر گڑ اسے دے دے پھر اپنے شوہر کو بلا کر اس کا مونھ دیکھے مگر اس وقت ہم بستر نہ ہوں بعدہٗ تعویذ جس پر الف لکھا ہے موم جامہ کرکے ناف پر باندھے۔

۲......پھر نقش جس کی پشت پر ب لکھی ہے پانی میں گھول کر پی لے۔

۳......پھر تعویذ جس پر ج لکھا ہے موم جامہ کرکے ناف کے نیچے پیڑو پر باندھ لے۔

٤......پھر نقش جس کی پشت پر د لکھی ہے گھول کر پی لے۔

خلاصی حمل بآسانی

ایک مرتبہ شیخ یحییٰ منیری قدس سرہٗ سفر میں تھے بارش کثرت سے ہوئی گاؤں میں کسی نے جگہ نہ دی۔ اس گاؤں کے رئیس کی عورت تین روز سے دردِ زہ میں مبتلا تھی۔ آپ کو خبر ہوئی ایک پرچہ پر بطورِ تعویذ یہ لکھ کر دے دیا۔ مُر اجائے وہ وخُر مرا جائے وہ پسرِ دہقاں زائد یا نہ زائد۔ دہائی شیخ یحییٰ منیری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی ...... جیسے ہی تعویذ باندھا فوراً خلاصہ ہوئی جب سے بزرگوں میں یہ عمل بہت مقبول ہے۔

نوٹ......گڑ پر دم کرکے کھاتے بھی ہیں۔ بہت ہی زود اثر اور مجرب ہے۔

نقش سوزن برائے حفاظت حمل مجرب ہے

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم و اذ قالت امرأت عمران رب انی نذرت لک ما فی بطنی محرر افتقبل

منی انک انت السمیع العلیم الٰہی بحرمۃ سورۃ یونس الٰہی بحرمۃ سورۃ ھود الٰہی بحرمۃ سوۃ

یوسف الٰہی بحرمۃ سورۃ یٰسٓ الٰہی بحرمۃ سورۃ مزمل الٰہی بحرمۃ سورۃ والضحیٰ الٰہی بحرمۃ

سورۃ الم نشرح الٰہی بحرمۃ سورۃ قل یایہا الکافرون لا اعبد ما تعبدون ولا انتم عٰبدون و اعبد

ولا انا عابد ما عبدتم ولا انتم عٰبدون ما اعبد ط

الٰہی بحرمت ایں آیاتہا آنچہ مسان ومسانی کہ در بدن طفل فلاں بنت (نام اُس کا اور والدہ کا) فلاں باشد دور شود فاللہ خیر

حافظا و ھو ارحم الراحمین ط

ترکیب...... یہ نقش استقرار حمل کے فوراً بعد یعنی تین ماہ کا حمل نہ ہونے پائے کہ یہ نقش حاملہ کو پہنا دیا جائے، چاہیے کہ سات سوئیاں لے کر جب یہ نقش مرتب ہو جائے تو ہر سوئی پر سات سات مرتبہ آیۃ الکرسی پڑھ کر نقش میں چبھوتا جائے بعدہٗ لپیٹ کر موم جامہ کر کے تانبے کے تعویذ میں رکھیں اور اتنا لمبا ڈورا ڈال کر گلے میں پہن لیں کہ تعویذ ناف سے بھی دو اُنگل نیچا رہے۔ بعد بچہ پیدا ہونے کے فوراً بعد بچہ کو غسل دیں اور اذانیں کانوں میں کہلوا کر فوراً یہ تعویذ ماں کے گلے سے اُتار کر بچہ کو پہنا دیں اور دورانِ حمل کی حفاظت کیلئے جو ہدایت لکھی ہیں اُن کا خاص طور سے خیال رکھیں۔

آسانی کے ساتھ بچہ پیدا ہو

آسانیٔ ولادت کیلئے یہ نقش ناف پر باندھے یا سیدھے ہاتھ میں دے دے ان شاء اللہ بچہ بہت جلد پیدا ہوگا۔
بعدِ ولادت تعویذ کو علیحدہ کر دے اور حفاظت سے رکھ لے مجرب المجرب ہے۔

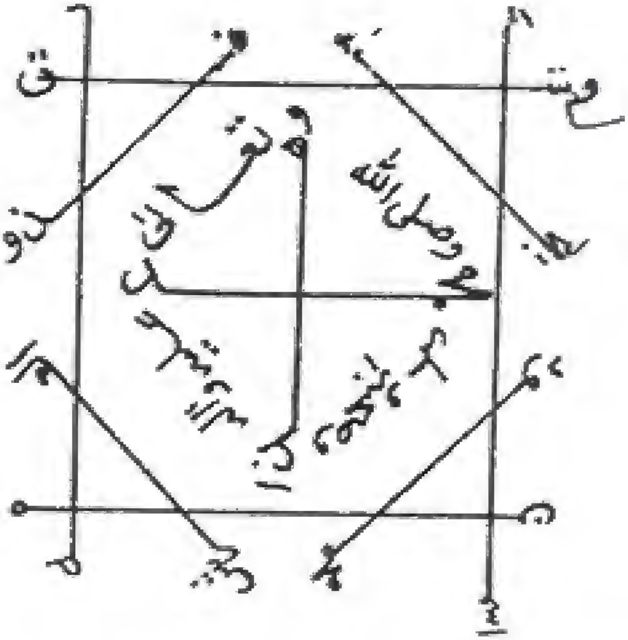

برائے دفع استحاضہ

مربع ۷۲۵ کسر ۹/۲ اور چاروں طرف آیت بایں طور کسر ۹/۲ کا مطلب یہ ہے کہ اس نقش کے اعداد کو پُر کرتے وقت نویں خانہ میں ایک زیادہ کر کے لکھے۔ بہت ہی مجرب ہے۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۷۸۶ باذن اللہ

۷۳۲	۷۳۶	۷۳۹	۷۲۵
۷۳۸	۷۲۶	۷۳۱	۷۳۷
۷۲۷	۷۴۱	۷۳۴	۷۳۰
۷۳۵	۷۲۹	۷۲۸	۷۴۰

برائے دفع مسان

سورۃ الطارق اکتالیس بار پڑھ کر سوت کے کچے تاگہ پر دم کریں اور ہر بار گرہ لگاتے جائیں۔ سوت کے بھی اکتالیس تار ہوں۔ رنگ کی قید نہیں۔ یہ گنڈہ حاملہ تا وضع حمل گلے میں پہنے رہے اور جیسے ہی بچہ پیدا ہو فوراً بچے کو نہلائیں دیر ہرگز نہ کریں اور فوراً اسی وقت سات اذانیں: چار سیدھے کان میں، تین اُلٹے کان میں دے کر وہ گنڈا ماں کے گلے سے اُتار کر بچہ کو پہنا دیں ان شاءاللہ تعالیٰ بچہ مسان سے محفوظ رہے گا۔

نوٹ……اس کیلئے نقش سیفی دوسری طرف حفاظت جان کندہ شدہ گلے میں ڈالنا بھی بہت مفید ہے۔

برائے دفع مسان و آسیب مجرب ھے

کاغذ پر یا رکابی پر لکھ کر پلائے ان شاءاللہ تعالیٰ مسان و آسیب سے محفوظ رہیں گے۔

بحق	یااللہ	العلی	العظیم
۱	۱۱	۱۱	۵ھ

برائے دفع ام صبیان

۴ عدد نئی سکوری پر اس نقش کو لکھ کر اپلوں سے چاروں طرف پُر کر کے آگ جلائے جب خوب سُرخ ہو جائیں تو چاروں سکوریوں کو بچہ کے پلنگ کے پایوں کے نیچے رکھے مولیٰ تعالیٰ چاہے دورہ دفع ہو۔

۷۸۶

۱۰۳۶	۱۰۱۰	۱۰۲۴	۱۰۳۰
۱۰۲۲	۱۰۳۲	۱۰۳۴	۱۰۱۲
۱۰۲۶	۱۰۲۰	۱۰۱۴	۱۰۴۰
۱۰۱۶	۱۰۳۸	۱۰۲۸	۱۰۱۸

ایک صاحب نے حضور قبلہ اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے عرض کی حضور تیرہ سال میں میری اہلیہ کے چار لڑکے اور دو لڑکیاں پیدا ہوئیں۔ جن میں سے پانچ اولادیں انتقال کر گئیں کسی کی عمر تین سال کی کسی کی دو سال کی کسی کی ایک سال کی ہوئی اور سب کو ایک ہی بیماری لاحق ہوئی یعنی پسلی اور ام الصبیان۔ فی الحال صرف ایک لڑکی تین سالہ حیات ہے۔ حضور دعا فرمائیں اور ان امراض کے واسطے کوئی عمل جو مناسب ہو ارشاد فرمایا۔

ارشاد فرمایا...... مولیٰ تعالیٰ اپنی رحمت فرمائے اب جو حمل ہو اسے دو مہینے نہ گزرنے پائیں کہ یہاں اطلاع دی جائے (اطلاع آنے پر سوئیوں کا تعویذ دیا جائے گا) اور زوجہ اور ان کی والدہ کا نام بھی معلوم ہونا چاہئے۔ اس وقت سے اِن شاءَ اللہ بندوبست کیا جائے گا اپنے گھر میں پابندی نماز کی تاکید شدید رکھئے اور پانچوں نمازوں کے بعد آیۃ الکرسی ایک ایک بار پڑھا کریں اور علاوہ نمازوں کے ایک بار سورج نکلنے سے پہلے اور شام کو سورج ڈوبنے سے پہلے اور سوتے وقت جن دِنوں میں عورتوں کو نماز کا حکم نہیں ان میں بھی ان تین وقت کی آیۃ الکرسی نہ چھوٹے مگر ان دِنوں میں آیت قرآن مجید کی نیت سے نہ پڑھیں بلکہ اس نیت سے کہ اللہ تعالیٰ کی تعریف کرتے ہیں اور جن دِنوں میں نماز کا حکم ہے ان میں اس کا بھی التزام رکھیں کہ تینوں قل تین تین بار صبح و شام اور سوتے وقت پڑھیں۔ صبح سے مراد یہ ہے کہ آدھی رات ڈھلنے سے سورج نکلنے تک اور شام سے مراد یہ ہے کہ دوپہر ڈھلنے سے غروبِ آفتاب تک اور سوتے وقت اس طور پر کہ چت لیٹ کر دونوں ہاتھ دعا کی طرح پھیلا کر ایک ایک بار تینوں قل پڑھ کر ہتھیلیوں پر دم کر کے سارا منہ اور پیٹ اور پاؤں آگے اور پیچھے جہاں تک ہاتھ پہنچ سکے سارے بدن پر پھیریں تین بار ایسے ہی کریں اور جن دِنوں میں عورتوں کو نماز کا حکم نہیں ان میں آپ اسی طرح پڑھ کر تین بار ان کے بدن پر ہاتھ پھیر دیا کیجئے۔ بڑا چراغ یہاں ایک صاحب بناتے ہیں وہ بنوالیجئے اور ایامِ حمل میں اور بچہ پیدا ہونے کے بعد جس ترکیب سے بتایا جائے روشن کیجئے اور یہ لڑکی جو موجود ہے اس کو اگر ناسازی لاحق ہو تو اس کیلئے بھی روشن کیجئے وہ چراغ باذنہٖ تعالیٰ سحر و آسیب و مرض تینوں کے دفع کیلئے مجرب ہے۔ بچہ جو پیدا ہو پیدا ہوتے ہی مناسب سے پہلے اس کے کانوں میں سات بار اذانیں دی جائیں: چار بار اذان سیدھے کان میں اور تین بار تکبیر بائیں کان میں اس میں ہرگز دیر نہ کی جائے۔ دیر کرنے میں شیطان کا دخل ہوتا ہے۔ چالیس روز تک بچہ کو کسی اناج سے تول کر خیرات کیا جائے پھر سال بھر تک ہر مہینے پھر دو برس کی عمر تک ہر دو مہینے پر۔ تیسرے سال پر ہر تین مہینے پر چوتھے سال ہر چار مہینے پر پانچویں سال بھی چار مہینے پر چھٹے سال ہر چھ مہینے پر تولے مکان میں سات دن مغرب کے وقت سات سات بار اذان بلند آواز سے کہی جائے۔ اور تین شب کسی صحیح خواں سے پوری سورۂ بقرہ ایسی آواز میں تلاوت کرائی جائے کہ مکان کے ہر گوشہ میں پہنچے۔ شب کو مکان کا دروازہ بسم اللہ کہہ کر بند کیا جائے

اور صبح کو بسم اللہ کہہ کر کھولا جائے۔ جب پاخانہ کو جائیں اس کے دروازے سے باہر بسم اللہ اَعوذُ باللّٰہ مِن الْخُبُثِ وَالْخَبائِث پڑھ کر بایاں پاؤں پہلے رکھ کر جائیں اور جب نکلیں تو دہنا پاؤں پہلے نکالیں اور الحمدللہ کہیں اور کپڑے بدلنے یا نہانے کیلئے جب کپڑے اُتاریں پہلے بسم اللہ کہہ لیں اور قربت کے وقت نہایت اہتمام کے ساتھ یاد رکھے کہ شروع فعل کے وقت آپ اور وہ دونوں بسم اللہ کہیں۔ ان باتوں کا التزام رہے گا تو اِن شاءاللہ عزوجل کوئی دخل نہ ہونے پائے گا۔

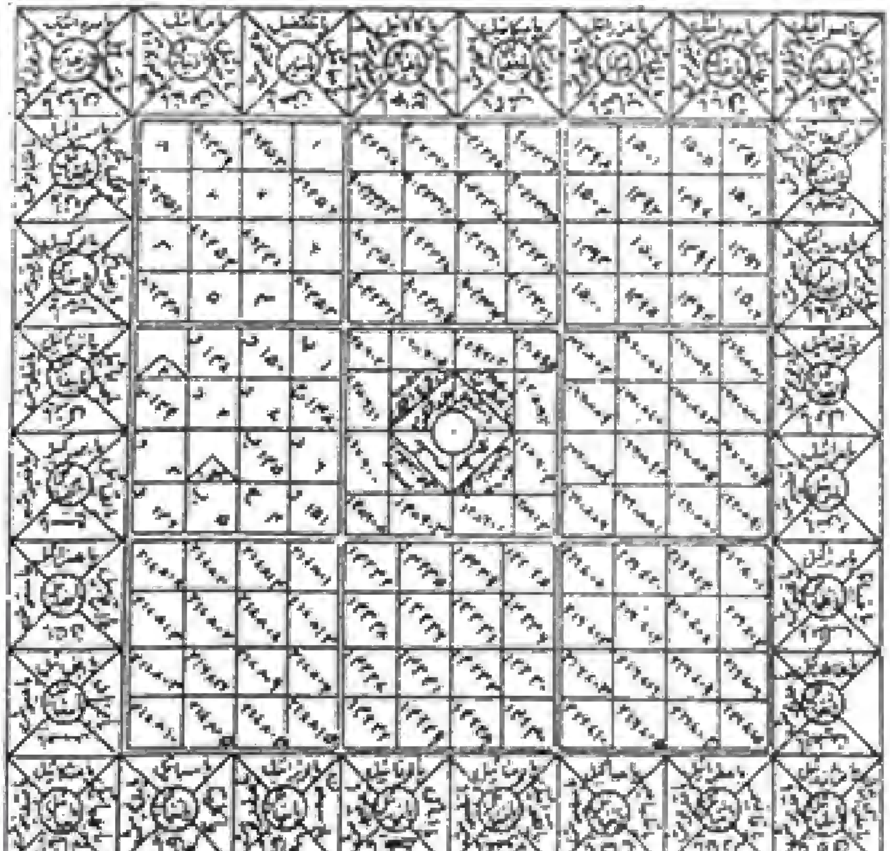

بڑا چراغ روشن کرنے کی ترکیب

اعلیٰ حضرت عظیم البرکت رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ایک صاحب نے عرض کیا کہ بڑا چراغ روشن کرنے کی کیا ترکیب ہے، ارشاد فرمایا:

(۱) یہ چراغ معلق روشن کیا جائے گا کسی چھینکے یا قندیل میں (۲) روشن کرتے وقت لو کے پاس سونے کا چھلہ یا انگوٹھی یا بالی ڈال دیا کریں چلہ ختم ہونے پر وہ مسکین مسلمین پر تصدق کریں (۳) چراغ باوضو نمازی آدمی روشن کرے اگرچہ عورت ہو۔ اور مرد بہتر ہے (٤) مرض ہلکا ہو تو چراغ روز ڈیڑھ گھنٹہ روشن ہو اور سخت ہو تو دو گھنٹے، تین گھنٹے اور بہت سخت ہو تو شب بھر (٥) مریض اس کی روشنی میں بیٹھیں خواہ لیٹے مگر منہ اس کی طرف رکھے اور اکثر اوقات اس کی طرف دیکھے۔

بڑے چراغ کی پشت پر یہ کندہ کیا جائے۔

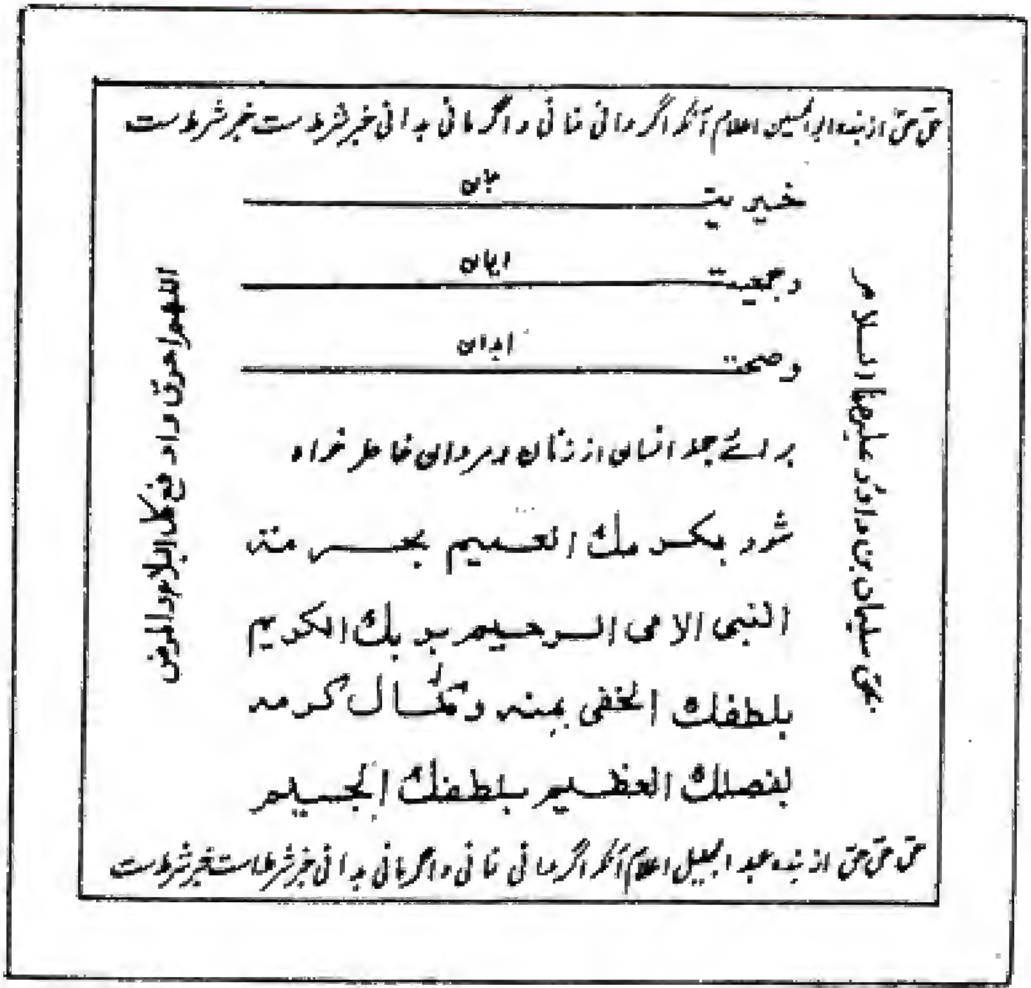

(۶) جتنی دیر تک جلانا منظور ہو اسی حساب سے اعلیٰ درجہ کا پھلیل اس میں ڈالیں اور اُسے ڈال کر چراغ کے سب طرف پھیر ڈالیں کہ تمام نقوش پر دورہ کر آئے پھر جھکا کر رکھ دیں اور جس طرف بتی کا نشان ہے بسم اللہ کہہ کر اس طرف سے روشن کریں (۷) اگر مرض نہایت شدید ہو تو چاروں گوشوں میں چار بتیاں جلائیں اور چراغ سیدھا رکھیں اور ہر لَو کے پاس سونا رکھیں (۸) جس مکان میں یہ چراغ روشن ہو وہاں نہ کوئی تصویر ہو نہ کتا آنے پائے سوا مریضہ کے کوئی عورت (مریضہ حیض ونفاس کی حالت میں بلا تکلف بیٹھے) حیض یا نفاس والی یا کوئی ناپاک مرد یا عورت (۹) اس جگہ بیٹھ کر سب ذکرِ الٰہی، دُرود شریف میں مشغول رہیں جو بات ضرورت کی ہو بقدرِ ضرورت آہستگی سے کہہ دیں چپقلش نہ کریں۔ نہ کوئی لغو و بیہودہ بات وہاں ہونے پائے (۱۰) جتنی عورتیں وہاں بیٹھیں یا آئیں جائیں سب سنگین کپڑے پہنے ہوں نماز کی طرح سوا مونھ کی ٹکلی یا ہتھیلیوں کے سر کا کوئی بال یا گلے یا کلائی یا بازو یا پیٹ یا پنڈلی کا کوئی حصہ اصلاً نہ کھلا رہنے پائے (۱۱) چراغ پہلے دن جس وقت روشن ہو وہ گھنٹہ منٹ یاد رکھیں کہ کسی دن اس سے زیادہ دیر روشن کرنے میں نہ ہونے پائے اس کے موکل اپنی حاضری کا وہی وقت مقرر کر لیتے ہیں جس وقت پہلے دن روشن ہوا تھا۔ پھر اگر کسی دن آئے اور چراغ اس وقت روشن نہ پایا تو ان کو تکلیف ہوتی ہے۔ لہٰذا چاہئے کہ پہلے دِن قصداً کچھ دیر کر کے روشن کریں کہ اگر کسی دن اتفاقیہ دیر ہو جائے تو اس وقت سے زیادہ دیر نہ ہونے پائے مگر پہلے دن اتنی دیر بھی نہ کریں کہ کسی دن چراغ روشن ہو کر اس وقت کے آنے سے پہلے ختم ہو جائے (۱۲) چراغ بڑھانے کا وقت آئے کوئی باوضو شخص بڑھائے اور اُس وقت یہ کہے السلام علیکم ارجعوا ماجورین (۱۳) روز نیا پھلیل ڈالیں کل کا بچا ہوا آج مریض کے سر اور بدن پر مل دیں (۱۴) جس کیلئے یہ چراغ روشن ہوا ہو اس کے سوا اور مریض بھی بہ نیتِ شفا ان شرائط کی پابندی سے بیٹھ سکتے ہیں۔ (الملفوظ، حصہ سوم)

چند ضروری سوالات متعلق چراغ مع جوابات

سوال...... چلّہ بھرنے کیلئے چالیس چھلّے ہوں یا ایک ہی؟

جواب...... صرف ایک چھلّہ یا ٹکڑا سونے کا کافی ہے۔

سوال...... مقدار چھلّہ کیا ہے؟

جواب...... حسبِ حیثیت کافی ہے۔

سوال...... بتی روئی کی ہو یا کپڑے کی؟

جواب...... کوری روئی (نئی کاپس)۔

سوال...... مرض بانجھ کیلئے چار بتیاں جلائی جائیں یا ایک؟

جواب...... چار بتیاں جلائی جائیں۔

سوال...... اگر چار بتیاں جلائی جائیں تو شب بھر یا دو تین گھنٹے؟

جواب...... صرف دو گھنٹے کافی ہے۔

سوال...... ہر چار لو کے پاس چار چھلّے ہوں یا ایک؟

جواب...... ہر چار لو کے پاس چار چھلّے سونے کے ٹکڑے ہوں۔

سوال...... چھلّے سے مراد کیا ہے؟

جواب...... چھلّہ یا ٹکڑا سونے کا۔

سوال...... بڑے چھوٹے چراغ کی ایک ترکیب ہے یا دو؟

جواب...... دونوں کی ایک ہی ترکیب نہیں ہے۔

سوال...... ایام حیض میں بھی مریضہ روشنی میں بیٹھے یا اس حد تک چھوڑ دے؟

جواب...... ہر حالت میں مریضہ بیٹھ سکتی ہے۔

سوال...... چراغ متواتر چالیس روز تک روشن کرے؟

جواب...... اگر چالیس روز کی نیت کی ہے تو چالیس دِن جلائے ناغہ نہ کرے۔

سوال...... ہلکے مرض کیلئے بھی چالیس دِن جلانا پڑے گا؟

جواب...... نہیں، ہلکے مرض کیلئے اکیس دن کافی ہے۔

سوال...... دیہات میں جب گھڑی نہ ہو تو چراغ ٹھیک وقت پر کیسے جلائے؟

جواب...... وہاں صحیح تخمینہ کرلیا جائے جس سے زیادہ تاخیر دوسرے دن نہ ہو۔

سوال...... مریضہ تخلیہ کا وقت چراغ روشن کرنے سے قبل کرے یا بعد میں؟

جواب...... جس وقت سے چراغ جلائے اس وقت سے تخلیہ کرے۔

سوال...... مرض ام صبیان اور مرض بانجھ پن کی ایک ہی ترکیب ہے یا علیحدہ علیحدہ؟

جواب...... ہاں، دونوں کی ایک ہی ترکیب ہے۔

سوال...... مرض عقم سخت مرض ہے یا ہلکا؟

جواب...... مرض عقم یعنی بانجھ ہونا بہت سخت مرض ہے۔

نقشِ حفاظت حمل

یہ نقش حضرت قبلہ سیّد محمد صاحب محدث کچھوچھوی نقش تکسیر جنہ کی پشت پر کندہ کرا کر دیتے۔ فقیر نے اس کا تجربہ کیا بحمداللہ بڑا زود اثر پایا۔ جس کے بچے نہ جیتے ہوں یا ہوتے ہی نہ ہوں یا کچے حمل گر جاتے ہیں ہر ایک کیلئے مفید ہے۔

وہ نقش یہ ہے:-

۷۸۶

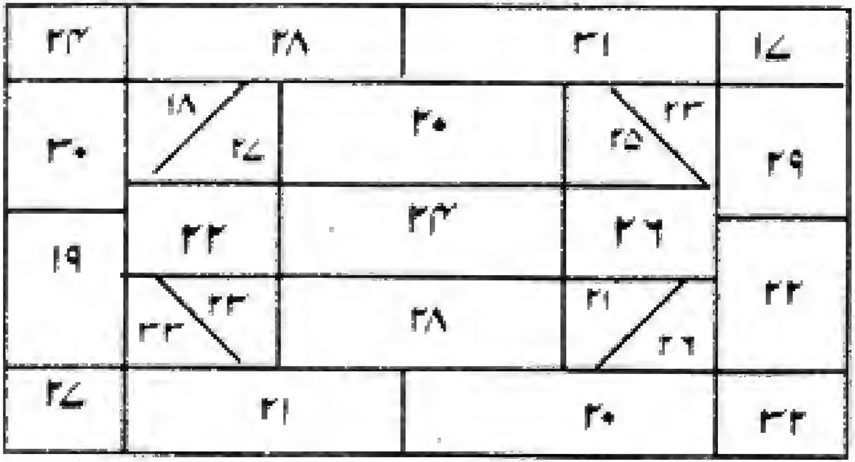

حمعسق کہیعص

حیض و نفاس کی صفائی بلکہ زچہ خانے کی تمام بیماریوں کیلئے بہترین عمل

یہ سات سلام قرآن شریف کے مشک و زعفران سے چینی کی تشتری پر لکھ کر خواہ کسی مریض کو خصوصاً زچہ کو دھو کر پانی پلائے تمام بیماریوں سے نجات ہو اور تمام فاسد مواد نہایت آسانی سے خارج ہو کر مریض بالکل تندرست ہو (جاننا چاہئے کہ بچہ پیدا ہونے کے بعد اگر یہ مواد رُک جائے یا کم خارج ہو تو زچہ کو دق ہوجاتی ہے) یا وہ غریب اس قابل نہیں رہتی کہ بچہ تندرست پیدا ہو یا حمل میں ہی اُس بچہ کا خاتمہ ہو جاتا ہے یا پیدا ہو کر چند روز میں طرح طرح کی بیماریوں میں مبتلا ہو کر مر جاتا ہے۔تو یہ سات سلام ان شاء اللہ تعالیٰ ان تمام شکایات سے مریض کو پاک وصاف کر کے تندرستی کے راستے پر لے آئیں گے اور وہ یہ ہیں:۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم (۱) سلام قولا من رب رحیم (۲) سلام علیٰ نوح فی العٰلمین

(۳) سلام علیٰ ابراھیم (٤) سلام علیٰ موسیٰ وھٰرون (۵) سلام علی ال یٰسین

(٦) سلام علیکم طبتم فادخلوھا خلدین (۷) سلام ھی حتیٰ مطلع الفجر و سلام علی المرسلین ط

نوٹ......یہ عمل زچہ بلکہ ہر مریض کے ہر مرض میں کارآمد و مجرب ہے۔

عورتوں کی ایام ماہواری کی خرابیاں دُور کرنے والا بے نظیر نُسخہ جو ہزاروں بار کا مجرب ہے

جاننا چاہئے کہ عورتوں کا ماہواری خون جو قدرتا ہر مہینہ مقررہ خارج ہوتا ہے اگر اس میں کسی قسم کا نقص پیدا ہو جائے تو یہ بہت سی خراب بیماریوں کا پیش خیمہ ہوتا ہے۔ اس کی خرابی سے اختناق الرحم (ہسٹریا) پیدا ہو جاتا ہے۔ اسی سے ہضم میں خرابیاں پیدا ہوتی ہیں۔ باریک بخار قائم ہوتا اور آخر کار دق کی شکل اختیار کر لیتا ہے نیز یا تو نطفہ قرار نہیں پاتا۔ اگر قرار پایا بھی تو رحم میں خرابی ہونے سے اسقاط ہو جاتا ہے۔ یا بچہ پیدا ہو کر طرح طرح کی بیماریوں میں مبتلا ہو کر موت کا شکار ہو جاتا ہے۔ سیلان الرحم یعنی سفید گندی رطوبت جاری رہتی ہے جس کے سبب سر کا چکرانا، کمر میں درد، پنڈلیوں کا اینٹھنا، کندھوں کا بھاری رہنا، بھوک کا نہ لگنا، طرح طرح کی ڈراؤنے خوابوں کا نظر آنا یہ سب ایامِ ماہواری کی خرابی کے نتائج ہیں۔ پس اگر کسی کی ماہواری بند ہو یا کمی سے ہو تکلیف کے ساتھ تھوڑا تھوڑا آتا ہو یا زچگی کے بعد نفاس کی صفائی اچھی طرح نہ ہونے سے اس قسم کی شکایات رہا کرتی ہوں تو دیگر شکایات رفع کرنے کے بجائے رحم اور شکم کی صفائی کی طرف توجہ کرنی چاہئے جس کیلئے یہ نسخہ بمنزلہ اکسیر ہے۔ نسخہ یہ ہے: ھوالشافی:

☆ پرسیاؤشاں (۶ ماشہ)۔ گاؤزبان (۴ ماشہ)۔ مویز منقی (۷ دانہ)۔ بادیان (۶ ماشہ)۔ بیخ بادیان (۶ ماشہ)۔ تخم خربزہ نیم کوفتہ (۶ ماشہ)۔ تخم خیارین نیم کوفتہ (۶ ماشہ)۔ گوگرو (۶ ماشہ)۔ مکو خشک (۶ ماشہ)۔ سنائے مکی (۴ ماشہ)۔ گل سرخ (۴ ماشہ)۔ سونٹھ (۴ ماشہ)۔ باؤبڑنگ (۴ ماشہ)۔ پوست املتاس (۱ تولہ)۔ قند سیاہ (۳ تولہ)۔ (گڑ)

ترکیب ...... سب دواؤں کو ململ کے کپڑے میں پوٹلی باندھ کر ۳ سیر پانی میں ڈال کر اتنا پکائیں کہ ۲ سیر رہ جائے۔ پھر اس پانی کو نیم گرم تھوڑا تھوڑا کر کے شام تک کاڑھے کی طرح پی کر ختم کر دیں۔ اسی طرح ہر روز نیا نسخہ پکا کر کم سے کم سات روز تک پلائیں۔ غذا بہت کم حسب ضرورت کھلائیں۔ دودھ۔ گیہوں کا دلیہ وغیرہ۔ (شمع شبستان رضا)

فقیر اویسی غفرلہٗ کا ذاتی تجربہ

تعویذ نمبر ۱

بسم اللّٰہ الرحمٰن الرحیم رب لا تذرنی فردا و انت خیر الوارثین رب ھب لی من لدنك ذریة طیبة انك سمیع الدعاء۔ لا اله الا انت سبحانك انی كنت من الظالمین لی خمسة اطفی بها حر الوباء الحاطمه المصطفیٰ والمرتضیٰ و بنا هما والفاطمه صلی اللّٰہ تعالیٰ علیه وسلم یا شیخ عبدالقادر الجیلانی شیأ لِلّٰہ المدد فی سبیل اللّٰہ۔

لکھ کر گلے میں ڈالا جائے۔

تعویذ نمبر ۲

بسم اللّٰہ الرحمٰن الرحیم سلام قولا من رب الرحیم سلام علی المرسلین سلام علی نوح فی العالمین سلام علی ابراهیم سلام علی موسیٰ و هارون سلام علی الیاسین سلام هی حتی مطلع الفجر۔ لا اله اِلا انت سبحانك انی كنت من الظالمین لی خمسة اطفی بها حر الوباء الحاطمه المصطفیٰ والمرتضیٰ و بنا هما والفاطمه صلی اللّٰہ تعالیٰ علیه وسلم یا شیخ عبدالقادر الجیلانی شیأ للّٰہ المدد فی سبیل اللّٰہ۔

لکھ کر پانی کی بوتل میں ڈالیں، اکتالیس دن تک عورت پیئے اور پیٹ پر چھینٹے مارے۔

فقط والسلام

مدینے کا بھکاری الفقیر القادری

ابوالصالح محمد فیض احمد اویسی رضوی غفرلہٗ

۱۳ رجب المرجب ۱۴۲۵ھ